

اصحاب حسینؑ کا جذبہ و فاداری

ڈاکٹر عباس حیدر زیدی*

abbaspvc@yahoo.com

کلیدی کلمات: بیعت، اصحاب حسینؑ، ابن زیاد، عمر ابن سعد، لشکر عمر سعد

خلاصہ

حسین جانداروں نے تاریخ پر اپنی شہادت کے ذریعے انہیں نقوش چھوڑے ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے امام سے نصرت کا وعدہ احسن طریقے سے پورا کرتے ہوئے شہادت کو گلے لگایا اور رہتی دنیا تک وفاداری کی اعلیٰ ترین مثال قائم کر گئے۔ یزید نے حاکم مدینہ کو لکھا کہ حسین ابن علی اور چند دوسرے افراد سے بیعت لو اور اگر وہ بیعت سے انکار کریں تو ان کے سر قلم کر کے بیچ دو۔ اس وقت تک شہادت کے تمام جواز، مکن اور شام و کوفہ نے یزید کی بیعت کر لی تھی، لیکن یزید نے اپنی ہٹ دھرمی سے ان سے بھی بیعت لینے کے لئے دباؤ ڈالا۔ حضرت امامؑ نے بیعت سے انکار کر دیا اور اپنے عزیزوں اور ساتھیوں کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں امامؑ کو پتا چلا کہ دشمن یہاں بھی ان کا پچھا نہیں چھوڑیں گے۔ لہذا آٹھ ذوالحجہ کو شہر کوفہ کی طرف چل پڑے۔ اس وقت اصحاب حسینؑ نے مختلف موقعوں پر جن جذبات کا اظہار کیا اور جو کروار ادا کیا، اُس سے ان کے جذبہ و فاداری کا پتا چلتا ہے۔ اپنے انہی اصحاب کی شخصیوں کو حضرت امام نے اپنی بہن جناب زینب کو تسلی دی کہ یہ میرے ساتھ ہیں اور اصحاب حسینؑ نے بھی اپنی تلواریں نیام سے نکال کر کہا کہ اب یہ تلواریں نیام میں نہیں جائیں گی جب تک یہ ان کے دشمنوں پر نہ چل جائیں۔ اصحاب امامؑ کے جوش و دلولہ کو ہم اپنے الفاظ میں ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ انہوں نے سر جھکانے کے بجائے سر کٹانے کو ترجیح دی۔ اصحاب حسینؑ کی شہادت کے موقع پر حضرت امامؑ نے ان سے جو کلمات ادا کیے وہ بھی تاریخ میں محفوظ ہیں۔ اس مقالے میں جہاں اصحاب حسینؑ کے جذبہ کا ذکر کیا گیا ہے وہاں امام عالی مقام کی طرف سے بھی ان تاریجی کلمات کو پیش کیا گیا ہے جو امام نے اپنے باو فا اصحاب کے بارے میں ادا کئے تھے۔

*۔ پی۔ ایج۔ ذی، پاکستان اسٹڈی سینٹر، جامعہ کراچی۔

مقدمہ

حضرت امام حسین علیہ السلام کو جو جانشیر صحابی میسر آئے، انہوں نے تاریخ پر اپنی شہادت کے ذریعے انہٹ نشانات چھوڑے اور کربلا کی تاریخ ان کے مقدس خون سے رقم کی گئی۔ ہم نے اس مقالے میں حسین اصحاب کے جذبہ و فاداری کو تاریخ سے اخذ کر کے پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اس بات کو اجاگر کیا ہے کہ ان میں یہ جذبہ و فاداری اس حد تک تھا کہ انہوں نے اپنے امام کی نصرت کرنے کا جو وعدہ کیا اسے احسن طریقے سے پورا کیا اور رہتی دنیا تک وفاداری کی اعلیٰ ترین مثال قائم کر گئے۔

یزید بن معاویہ نے اقتدار پر قبضہ کرتے ہی سب سے پہلے یہ حکم مدینہ کے حاکم ولید بن عتبہ کو بھیجا تھا کہ حسین ابن علی علیہ السلام، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زیر سے بیعت لو اور اگر وہ بیعت سے انکار کریں تو ان کے سر قلم کر کے میرے پاس شام بھیج دو۔ یہ ایک ایسی صورت حال تھی کہ میزید کی بیعت تمام جائز، یکن اور شام و کوفہ کے شہروالوں نے کر لی تھی لیکن چند لوگوں ہی نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا تھا لیکن میزید نے اپنی ہٹ دھرمی سے انہیں بھی اپنی بیعت کروانے کے لئے دباؤ ڈالا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بیعت سے انکار کر دیا اور اپنے اعزہ و اقرباء اور چند ساتھیوں کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ کہ میں چند ماہ قیام کے دوران حضرت امام حسین علیہ السلام کو اندازہ ہو گیا کہ ان کے دشمن یہاں بھی ان کا پچھا نہیں چھوڑیں گے لہذا ٹھہڑا لجہ کو شہر کوفہ کی جانب عازم سفر ہوئے۔ اب ہم اصحاب حسین کے ان جملوں کو بیان کرتے ہیں کہ جو انہوں نے مختلف موقعوں پر کہے اور جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنے امام کی نصرت کا جو وعدہ کیا اسے احسن طریقے سے پورا بھی کیا۔

حضرت مسلم بن عقیل جب کوفہ آئے تو انہوں نے حضرت مختار ثقفی کے یہاں قیام کیا۔ لوگ جو حق در جو حق آنے لگے اور حضرت مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر بیعت کی۔ عابس بن ابی شبیب شاکری جو اس مجمع میں موجود تھے، اُنھے اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ”أَمَّا بَعْدَ فَانِّي لَا أُخْبِرُكُ عَنِ النَّاسِ... وَلَا أُخْرِبُنَّ

بسیفی دونکم حتی ألقى الله لا أريد بذلك إلا ما عند الله۔“ یعنی: ”اے کوفہ والوں! مجھے آپ کے بارے میں کچھ نہیں کہنا ہے، میں نہیں جانتا کہ تمہارے دل میں کیا ہے، نہ میں آپ حضرات کو فریب دینا چاہتا ہوں لیکن میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ میرے ضمیر کی آواز ہے اور اسی کو تسلیم کرتا ہوں اور وہ یہ

کہ میں پورے طریقہ سے تیار ہوں جب بھی میری ضرورت پڑے گی میں درفع نہیں کروں گا، آپ کی رکاب میں اس ششیر کے ساتھ جو کہ میرے ہاتھ میں ہے دشمنوں سے جنگ کروں گا اس سے میرا مقصد رضائے خدا اور اس کی جزا ہے۔” (۱)

عابس بن ابی شبیب شاکری وہ شخصیت ہیں کہ جنہوں نے اپنے عہد کو پورا کیا اور عاشورہ کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام کی رکاب میں جنگ کرتے ہوئے شہادت پائی اور فاداری کی مثال قائم کر گئے۔

جب امام حسین علیہ السلام کوفہ کی جانب روانہ ہوئے تو دوران راستہ ایک خط اپنے مختص ساتھی ”قیس بن مسہر صیداوي“ کے ذریعے اہل کوفہ کی طرف روانہ کیا۔ اس وقت شہر کوفہ کی ناکہ بندی کردی گئی تھی اور اس شہر تک پہنچے والے تمام راستے حکومت کی سخت نگرانی میں تھے۔ ان حالات میں قیس بن مسہر معاویہ و یزید اور ابن زیاد کے بڑے طرفدار حسین بن نمیر کے ہاتھوں گرفتار کر لیے گئے۔ جب ان سے حضرت امام حسین علیہ السلام کا خط لینے کی کوشش کی گئی تو انہوں نے موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے اس خط کو پارہ کر دیا۔ جب ان سے وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا ”میں نہیں چاہتا کہ تم لوگ اس خط کے مضمون اور یہ کہ یہ خط کس کو لکھا گیا ہے آگاہ ہو جاؤ۔“ انہیں ابن زیاد کی طرف بھیجا گیا۔ اس نے انہیں حکم دیا کہ منہر پر جا کر حضرت علی علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام پر (نعواذ باللہ) لعنت کرے۔ انہوں نے قبول کیا اور منہر پر جا کر اس طرح کہنے لگے: ”اے لوگوں! بے شک حسین بن علی علیہ السلام فرزند زہرؑ ہیں اور وہ سب لوگوں سے افضل و بہتر ہیں اور میں ان کا قادر ہوں۔“

انہوں نے اپنی گفتگو کے دوران زیاد اور عبید اللہ بن زیاد پر لعنت کی اور حضرت علی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجا۔ انہیں دارالامارہ لے جایا گیا اور اس کی چھت سے نیچے گرا کر شہید کر دیا گیا۔ قیس بن مسہر کو جو ذمہ داری دی گئی تھی انہوں نے اسے احسن طریقہ سے ادا کیا اور وہ پیغام جو امام حسین علیہ السلام نے اہل کوفہ کو دیا تھا اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پہنچا دیا۔ انہیں معلوم تھا کہ کس جگہ تقبیہ بہتر ہے اور کہاں تقبیہ نہیں کرنا چاہئے۔

ان کے اس طرح اپنے کام کی انجام دہی کی بناء پر ہی اہل کوفہ کو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اہل کوفہ کی جانب سے لکھے جانے والے خطوط کی وجہ سے مکہ سے نکل کر شہر کوفہ کے بالکل نزدیک پہنچ چکے ہیں۔ طبری کے مطابق جب طرماج کے ساتھ چار افراد عمرو بن خالد، سعد، مجعع اور نافع بن ہلال کوفہ

سے روانہ ہو کر مقام ”عذیب الجهانات“ پر ملے تو ان لوگوں سے حضرت امام حسین علیہ السلام نے اہل کوفہ کے خیالات پوچھے۔ ان لوگوں نے کوفہ کے حالات بیان کرتے ہوئے امام کے قاصد قیس بن مسہر صیداوی کی شہادت کی اطلاع دی جس پر حضرت امام حسین علیہ السلام نے قرآن مجید کی آیت تلاوت کی:

”فَيَنْهُم مَنْ قَعْدَ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُهُ وَمَا بَدَّلُوا تَبَدِيلًا۔“ کچھ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور کچھ اس کے منتظر ہیں اور انہوں نے اپنے وعدے میں کوئی تبدلی نہیں کی ہے۔“ (2)

پھر آپؐ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا: ”اے اللہ! ہمیں اور انہیں جنت عطا فرماؤ اور ہمیں اور ان کو اپنے جوار رحمت میں اکھڑا کرتے ہوئے اپنا ذخیرہ شدہ بہترین ثواب عطا فرم۔“ یعنی حضرت مسلم بن عقیلؑ اور قیس بن مسہر کی شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے نزدیک اپنے عہد سے وفا تھی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کے لئے دعا کی کہ انہیں اور ہمیں جنت میں ایک ساتھ رکھ اور ہمیں جنت میں اپنی نعمتوں سے نواز۔

کربلا میں ایک بار جب تشغیل کی شدت میں اضافہ ہوا تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت عباس علیہ السلام کو بلا یا اور تیس سوار بیس پیادہ سپا ہیوں کے ساتھ پانی لانے کے لئے روانہ کیا۔ اس جماعت کے ساتھ بیس مشکلیں تھیں۔ یہ رات کے وقت فرات کے کنارے پہنچ گئے۔ ناف بن ہلال مخصوص پرچم لئے آگے آگے چل رہے تھے۔ وہاں موجود یزیدی لشکر میں عمرو بن ججاج نے پوچھا کہ کیوں آئے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ اس پانی سے پیاس بھانے آیا ہوں جس سے ہمیں محروم رکھا گیا ہے۔ اس نے ہمہاں پیو تمھیں گوارا ہے۔ ناف نے کہا: ”خدائی قسم میں اس وقت تک پانی نہیں پی سکتا جب تک حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب پیاسے ہیں۔“ یہاں ناف اپنے آقا و مولا کے ایسے فرمابندردار اور مطیع نظر آتے ہیں کہ امامؐ کی محبت میں اپنی پیاس کو بھی کچھ اہمیت نہیں دیتے اور جبکہ ان کو دشمنوں نے اجازت دی کہ وہ پانی پی سکتے ہیں لیکن یہ پانی ان کے امامؐ کے لئے نہیں ہے تو وہ اس پانی پیسے کو بھی اپنے اوپر حرام تصور کرتے ہیں کہ جب میرے مولائیا سے ہیں تو میں بھی ان کے بغیر ہرگز پانی نہیں پی سکتا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے نویں محرم کے دن دشمن نے مہلت ملنے کے بعد غروب آفتاب سے قبل (یا مغرب کے بعد) خاندان ہاشم اور اپنے اصحاب کے سامنے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کہا:

”اما بعد - فان لا أعلم أصحاباً أصلح منكم ولا أهل بيت أبر، ولا أفضل من أهل بيتي،

فجزاكم الله جبيعا عن خيرا - أما بعد! میں نے اپنے اصحاب سے بہتر اصحاب کہیں نہیں دیکھے

اور نہ کسی کے اہل خانہ اپنے اہل بیت سے بڑھ کر باوفا اور حق شناس پائے۔ خدا آپ سب کو میری طرف سے جزائے خیر عطا عنایت کرے۔” (3) آپ نے اپنے اسی خطبہ میں اپنے اصحاب کو اجازت دی کہ وہ انہیں چھوڑ کر چلے جائیں۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا:

”میرے نانار رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا تھا کہ مجھے عراق بلا یا جائے گا اور میں عمورا اور کربلا نامی ایک مقام پر ٹھہروں گا اور میں شہید کر دیا جاؤں گا۔ اب اس شہادت کا وقت آپنچا ہے۔ میرے خیال میں کل ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کا دن ہو گا۔ میں آپ سب کو چلے جانے کی اجازت دیتا ہوں۔ میں نے آپ سب پر سے اپنی بیعت اٹھائی ہے اور اب آپ لوگوں کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ رات کی تاریکی نے آپ سب کو چھپایا ہوا ہے، اس سے فائدہ اٹھائیے۔ آپ میں سے جو شخص میرے اہل بیت میں سے کسی ایک کا ہاتھ پکڑ کر اس کے ساتھ یہاں سے چلا جائے۔ خدا اپ سب کو جزائے خیر عطا عنایت فرمائے۔ آپ سب اپنے اپنے علاقوں اور شہروں کی طرف چلے جائیے۔ یہ لوگ میرے درپے ہیں اور اگر مجھے مار لیں تو دوسروں سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہو گا۔“

حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف سے یہ پیشکش گویا اپنے اصحاب کی آخری آزمائش تھی۔ امام حسین علیہ السلام کے اس خطبہ کے جواب میں اصحاب حسینی نے جس جرأت و بہادری کا مظاہرہ کیا وہ ان کے کلمات سے ظاہر ہے۔ ہم یہاں ان کے کلمات کو پیش کرتے ہیں۔ سب سے پہلے آپ کے بھائی حضرت عباس علیہ السلام نے فرمایا: ”لَا أَرَا نَاسًا إِذْ كُلُّهُمْ ذُلُّكَ ابْدًا (خدا کبھی ایسا دن نہ دکھائے) كہ ہم آپ کو چھوڑ کر اپنے گھروں کی طرف واپس چلے جائیں۔“ (4) ان کے بعد بنی ہاشم کے تمام ہی افراد نے حضرت عباس علیہ السلام کی گفتگو دہرائی۔ امام حسین علیہ السلام نے حضرت عقیل علیہ السلام کے صاحبوں کی طرف دیکھا اور فرمایا: ”تم لوگوں کی طرف سے مسلم کی قربانی کافی ہے، تم لوگ چلے جاؤ میں تمھیں اجازت دیتا ہوں۔“ انہوں نے جواب دیا:

”فَقَدْ أَذْنَتْ لَكُمْ... حَقَّ نَزَدٌ مُوْرَدٌ فَقِبَحُ اللَّهِ الْعَيْشُ بَعْدُكُمْ!“

یعنی: ”اگر ہم لوگ چلے گئے اور ہم سے پوچھا گیا کہ اپنے مولا و آقا کو چھوڑ کر کیوں چلے آئے، تو ہم کیا جواب دیں گے؟ نہیں، خدا کی قسم ہم ہرگز ایسا نہیں کریں گے، بلکہ اپنا مال و دولت، جان

اور اپنی اولادیں آپ کی راہ میں قربان کر دیں گے آخری دم تک آپ کی رقب میں رہتے ہوئے جنگ کریں گے۔” (5)

اسی موقع پر حضرت مسلم بن دعو سجھ نے بھی خطاب کیا اور کہا:

”أَنْحَنْ نَخْلَى عَنْكَ وَلِمَا نَعْذَرَ إِلَيْهِ فِي أَدَاءِ حَقِّكَ أَمَا وَاللهُ حَتَّى أَكْسَافُ صِدُورِهِمْ رَمْحَى
وَأَضْرِبُهُمْ بِسِيفِي مَا ثَبَتْ قَائِمَهُ فِي يَدِي وَلَا أَفَارِقُكَ وَلَوْلَمْ يَكُنْ مَعِي سَلاحٌ أَقْاتِلُهُمْ بِهِ لِقَدْفِتُهُمْ
بِالْحَجَارَةِ دُونَكَ حَتَّى أَمُوتُ مَعَكَ”

ہم کیسے آپ کی مدد سے ہاتھ اٹھائیں؟ اس صورت میں خدا کے حضور کیا عذر پیش کریں گے؟ خدا کی قسم میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ اپنے نیزے سے آپ کی دشمنوں کے سینے چھید ڈالوں گا اور جب تک تلوار ہاتھ میں ہے، ان سے جنگ کروں گا اور گر کوئی اسلحہ نہ رہا تو پھر وہ میں سے ان پر حملہ کروں گا، یہاں تک کہ اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کر دوں۔” (6)

امام حسین علیہ السلام کے ایک صحابی سعید بن عبد اللہ نے بھی اپنے جذبات کا اظہار اس طرح کیا:

”لَا وَاللهِ يَا ابْنَ اللَّهِ لَا تَخْلِيكَ أَبْدًا حَتَّى يَعْلَمَ اللَّهُ أَنَّكَ دَحْفُونَا فِيكَ وَصِيَّةُ رَسُولِهِ مُحَمَّدٌ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ لَوْ عَلِمَتْ أَنِّي أُقْتَلُ فِيكَ ثُمَّ أَحْيَا شَمَ أَحْرَقَ حَيَاشَمْ أَذْرَى يَفْعُلُ
ذَلِكَ بِسَبْعِينِ مَرَّةً مَا فَارَقْتِكَ حَتَّى الْقَيْ حَيَا مِنْ دُونَكَ وَكَيْفَ لَا يَفْعُلُ ذَلِكَ وَإِنَّا هِيَ قَتْلَةُ
وَاحِدَةٍ ثُمَّ؟ نَالَ الْكَرَامَةَ الَّتِي لَا يَنْقَضُهُ لَهَا أَبْدًا”

خدا کی قسم! ہم ہرگز آپ کی مدد ترک نہیں کریں گے، تاکہ خدا کے حضور ثابت کر سکیں کہ ہم نے آپ نے سلسلے میں نبی اکرم ﷺ کے حق کا لحاظ رکھا ہے۔ خدا کی قسم گر مجھے معلوم ہو کہ ستر مرتبہ مارا جاؤں گا اور ہر مرتبہ میرے جسم کو جلا کر راکھ کرنے کے بعد زندہ کیا جائے گا۔ تب بھی میں آپ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا اور ہر مرتبہ زندہ ہونے کے بعد آپ کی مدد کروں گا، حالانکہ میں جانتا ہوں کہ موت صرف ایک ہی مرتبہ آئے گی اور اس کے بعد اللہ کی لازواں نعمتیں ہیں۔” (7)

آپ کے ایک اور صحابی زہیر ابن قین نے یوں گفتگو کی:

”وَاللهِ لَوْ دَدَتْ أَنِّي قُتْلَتْ ثُمَّ نَشَرْتْ ثُمَّ قُتْلَتْ حَتَّى أَقْتَلَ هَذَا أَلْفَ مَرَّةً، وَأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَدْفَعُ
بِذَلِكَ الْقُتْلَ عَنْ نَفْسِكَ، وَعَنْ أَنْفُسِ هَؤُلَاءِ الْفَتَيَانِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِكَ”

اے فرزند رسول اللہ! خدا کی قسم میں تو چاہتا ہوں کہ آپ کی حمایت میں ہزار بار مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر مارا جاؤں اور ہر بار میری یہ آرزو ہو کہ میرے مارے جانے سے آپ یا ان بنی ہاشم کے کسی جوان کی جان بچ جائے۔” (8)

اسی اثناء میں امام حسین علیہ السلام نے ایک صحابی محمد بن بشیر حضری کو خبر ملی کہ ان کا بیٹا قید کر لیا گیا ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: تم میری طرف سے آزاد ہو، جاؤ اور اپنے بیٹے کو چھڑانے کی کوشش کرو۔ محمد بن بشیر نے فرمایا:

”خدا کی قسم میں کسی بھی صورت میں آپ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ اگر میں آپ کا ساتھ چھوڑ دوں تو جنگل کے درندے میرے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنی غذائیں۔“ (9)

امام حسین علیہ السلام نے چند قبیلی لباس انہیں دیئے تاکہ وہ یہ لباس ان لوگوں کے حوالے کر دیں جو ان کے بیٹے کو چھڑانے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے بنی ہاشم کے افراد اور اپنے جانشناز اصحاب کے کلمات سنے تو فرمایا: ”خدا تم سب کو بہترین جزا عنایت فرمائے۔“ پھر فرمایا: ”میں کل مارا جاؤں گا اور آپ سب بھی مارے جائیں گے، کوئی ایک بھی نہ بچے گا یہاں تک کہ قاسم اور شیر خوار عبد اللہؑ بھی باقی نہیں رہیں گے۔“ یہ سن کر آپؑ کے اصحاب نے ہم آواز ہو کر کہا:

”الحمد لله الذي أكرمنا بنصرك ، وشفنا بالقتل معك ، أو لا (۲) نرضي أن تكون معك في

درجتك يا ابن رسول الله۔

ہم بھی خدا کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں آپؑ کی مدد کی تو فتنہ دے کر فضیلت بخشی اور آپؑ کے ہمراہ شہادت دے کر عزت و شرافت عنایت کی۔ اے فرزند رسول اللہ! کیا ہم اس بات پر خوش ہوں کہ جنت میں آپؑ کے ساتھ رہیں گے۔“ (10)

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو اجازت دی کہ وہ انہیں چھوڑ کر چلے جائیں لیکن ان کے اصحاب نے کمال جرأت و بہادری سے کہا کہ ہم آپؑ کو چھوڑ کر ہر گز نہیں جائیں گے اور وہ الفاظ ادا کیے کہ جس کی نظر نہیں ملتی۔ ان جملوں میں اپنے امامؑ سے محبت کا جذبہ اس قدر شدید ہے کہ وہ یہ جملے ادا کرتے ہیں کہ اگر اپنی ایک جان کے علاوہ ان کو ایسی ہی ہزار جانیں قربان کرنا پڑیں تو وہ اس سے بھی دربغ نہیں کریں گے۔ انہیں جب امام حسین علیہ السلام نے شہادت کی خوشخبری دی تو اس پر انہوں نے خوشی کا

اظہار کیا کہ وہ امام کے ساتھ جنت میں رہیں گے۔ انہوں نے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہادت کو اپنے لئے عزت و شرافت کا باعث سمجھا۔ یہی وہ معیار ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب حسینی میں فکرِ حسینی سماں گئی تھی۔

شب عاشوراً صحابَ حسینی میں ہلال بن نافع جو امام حسین علیہ السلام کو اکیلے خیموں سے دور جاتا دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے کہ کہیں کوئی امام کو گزندنہ پہنچا دے، آپ کے پاس تشریف لائے تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے چاند کی روشنی میں نظر آنے والی پہاڑیاں نافع کو دکھائیں اور ان سے فرمایا: ”کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ رات کی تاریکی میں ان پہاڑیوں کے درمیان چھپ کر اپنی جان بچالو؟“ نافع بن ہلال امام کے قدموں میں گرپڑے اور فرمایا:

”میری ماں میری موت کا ماتم کرے۔ میں نے یہ تلوار ہزار دہم میں خریدی ہے اور یہ گھوڑا بھی ہزار دہم میں خریدا ہے۔ اس خدا کی قسم جس نے آپ کی محبت عنایت کر کے مجھ پر احسان کیا ہے، جب تک اس تلوار کی دھار باقی ہے اور جب تک یہ گھوڑا چور نہیں ہو جاتا میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔“

نافع بن ہلال جو آپ کے اصحاب میں سے تھے انہوں نے یہ عہد کیا کہ وہ آپ کو تنہا چھوڑ کر ہر گز نہیں جائیں گے چاہے اس کی بناء پر ان کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ روز عاشور انہوں نے بھی شہادت پائی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام سے شب عاشور ان کی بہن حضرت زینبؓ نے عرض کیا کہ:

”اے بھائی! کیا آپ نے اپنے اصحاب کا امتحان لے لیا ہے؟ کیا ان کی نیت اور استقامت کو جانچ لیا ہے؟ ایسا نہ ہو کہ سختی پڑنے پر یہ آپ سے دست کش ہو جائیں اور آپ کو دشمنوں کے درمیان تنہا چھوڑ دیں۔“ تو امام حسین علیہ السلام نے جواب دیا:

”وَاللَّهِ لَقَدْ بَلُوْتُهُمْ ، فَهَا وَجَدْتُ فِيهِمْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْشُوْسُ الْأَقْعُسْ ، يَسْتَأْنِسُونَ بِالْبَيْنِيَةِ دُونِ

استئناسِ الطَّفَلِ إِلَى مَحَالِبِ أَمَهٍ۔

خدا کی قسم! میں نے انہیں آزمالیا ہے۔ یہ سب شجاع اور ثابت قدم ہیں۔ یہ لوگ میرے ہمراہ مارے جانے کے لیے ہی مشتاق ہیں جیسے کوئی بچہ اپنی ماں کے دودھ کا مشتاق ہوتا ہے۔“ (۱۱)

یہ گفتگو نافع بن ہلال نے سنی تو حبیب ابن مظاہر کے پاس آئے اور بھائی بہن کی گفتگو سنائی۔ حبیب ابن مظاہر نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور خیموں کے نزدیک آ کر کہا:

”اے رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں اور اے حرم رسول خدا ﷺ! یہ آپ کے جانثار اپنی بے نیام تواروں کے ساتھ حاضر ہیں۔ ہم نے عہد کیا ہے کہ یہ تواریں اس وقت تک نیام میں نہیں جائیں گی جب تک یہ آپ کے دشمنوں کی گردنوں پر نہ چل جائیں۔ اور آپ کے غلاموں کے ہاتھ میں موجود یہ لمبے اور نیزے ہیں، ہم نے قسم کھائی ہے کہ آپ کے دشمنوں کے سینے توڑے بغیر یہ نیزے نیچے نہیں جھکیں گے۔“

اصحاب حسینی میں جو جذبہ و فاموجزن تھا اس کی بنا پر حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی بہن جناب زینبؓ کو تسلی دی کہ یہ میرے ساتھ ہیں اور اصحاب حسینی نے بھی اپنی تواریں نیام سے نکال کر کہا کہ اب یہ تواریں نیام میں نہیں جائیں گی جب تک یہ ان کے دشمنوں پر نہ چل جائیں۔ اس جوش و ولولہ کو ہم اپنے الفاظ میں ادا کرنے سے قاصر ہیں کہ حسینی اصحاب میں کس درجہ کا جوش و ولولہ پیدا ہو چکا تھا کہ وہ اپنی جان حضرت امام حسین علیہ السلام پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ انہوں نے سر جھکانے کے بجائے سر کثانے کو ترجیح دی۔ شب عاشور حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں کے خیموں میں عجیب جوش و ولولہ تھا۔ کوئی اسلحہ تیار کر رہا تھا، کوئی اللہ کی عبادت اور اس کے ساتھ مناجات میں مشغول تھا اور کوئی قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا۔

عاشور کے دن جب عمر بن سعد کی فوج خیموں کی طرف بڑھی تو مسلم بن عویجہ نے چاہا کہ شہر کا قصہ تمام کر دیں لیکن امام حسین علیہ السلام نے انہیں اس سے باز رکھا۔ عرض کیا: اجازت دیجئے کہ اس فاسق اور ستمگر کے سر غنہ کا کام تمام کروں۔ بہترین موقع ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ”ایسا نہ کرو مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ اس گروہ سے میں جنگ میں پہل کروں۔“ اسلام کا بنیادی اصول یہ ہے کہ جنگ کرنے میں کبھی بھی پہل نہیں کی جائے جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ کہا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ جنگ پہل کروں تو یہ حضرت مسلم بن عویجہ کی فرمانبرداری تھی کہ انہوں نے اپنے امامؑ کی اطاعت میں اپنی فگر کو بھی اطاعت امامؑ کے لئے آمادہ کیا اور جنگ میں پہل نہیں کی۔

جب عاشر کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام اور شکریزید کے درمیان جنگ کا آغاز ہوا عمر بن سعد نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیموں کی طرف تیر پھینک کر اپنے سپاہیوں سے بولا: امیر کے سامنے گواہی دینا کہ (حسین ابن علی کی طرف) سب سے پہلا تیر میں نے پھینکا ہے۔ یہ منظر دیکھنے کے بعد شکریزید نے اہل حرم کے خیموں کی طرف تیر پھینکنے شروع کر دیئے۔ اس وقت اصحاب حسینی میں سے بہت کم ایسے افراد تھے جو ان تیروں سے نہ بچ ہوں۔ اس موقع پر حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

”**قَوْمُوا رَحِمَكُمُ اللَّهُ إِلَى الْمَوْتِ الَّذِي لَا يَدْعُونَهُ فَإِنْ هُدَىٰ السَّهَادَةُ رَسُولُهُمْ إِلَيْكُمْ**۔

اُنھو! اللہ تم پر رحمت نازل کرے اور اس موت کی طرف بڑھو جس سے فرار ممکن نہیں۔ یہ تیر اس قوم کی جانب سے تمہارے لئے (جنگ کا) پیغام ہیں۔ خدا کی قسم تم لوگوں اور جنت اور دوزخ کے درمیان بس موت ہی فاصلہ ہے، جس سے گذر کر تم جنت میں پہنچو گے اور وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔“ (12)

اصحاب حسینی کی شہادت کے موقع پر حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان سے جو کلمات ادا کیے وہ بھی تاریخ میں محفوظ ہیں اور اس موقع کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی۔ ہم یہاں چند اصحاب کے وقت شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے کلمات بیان کرتے ہیں جو ان کے سینیوں پر ہمیشہ کے لئے تمغوں کی مانند چمکتے رہیں گے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے ایک صحابی ” واضح ” نامی ایک ترک غلام کے سرہانے ان کے وقت شہادت تشریف لائے، انہیں گلے سے لگایا، اپنادست مبارک ان کے نیچے رکھا اور اپنا چہرہ ان کے چہرے پر رکھا۔ ” واضح ” امام حسین علیہ السلام کی یہ محبت و شفقت بھرا انداز دیکھ کر بے انتہا خوش ہوئے اور اس اعزاز پر نماز کرتے ہوئے اس طرح کہنے لگے: ”**مَنْ مُشْلِّي وَابْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ**“ واضع خدا علی خدی۔ مجھے جیسا کون ہوگا (جسے یہ اعزاز ملا ہو) کہ فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رخسار اس کے رخسار پر رکھا ہو؟“ (13) اسی عالم میں ان کی روح پر وازا کر گئی۔

جب روز عاشر نماز ظہر کا وقت ہوا تو آپ کے اصحاب میں حضرت ابو ثما مہم صیداوی نے عرض کیا: اے ابا عبد اللہ علیہ السلام میں آپ کے قربان، یہ گروہ ہمارے نزدیک ہو گیا ہے مجھے آپ سے پہلے قتل ہونا چاہئے میں چاہتا ہوں کہ نماز سے فراغت کے بعد خدا سے ملاقات کروں۔ امام حسین علیہ السلام نے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا: تم نے نماز کی یاد دلائی ہے۔ خدا تمھیں نماز گزاروں میں شمار کرے۔

پھر حضرت امام حسین علیہ السلام نے زہیر ابن قین اور سعید بن عبد اللہ سے فرمایا کہ میں نماز ظہر پڑھنا چاہتا ہوں تم سامنے کھڑے ہو جاؤ۔ نصف اصحاب کے ساتھ امام حسین علیہ السلام نے نماز خوف ادا کی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو سعید بن عبد اللہ دشمنوں کی تیر بارانی کی وجہ سے زمین میں گرے اور ہکا: خدا اس گروہ پر ایسے ہی لعنت کر جس طرح قوم شمود و عاد پر کی تھی اور اپنے رسول ﷺ پر رحمت نازل فرماء، نیز ہکا: پالنے والے یہ زخم میں نے تیرے رسول ﷺ کے بیٹے کی نصرت میں تھے سے ثواب حاصل کرنے کے لئے کھائے ہیں۔

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام کی طرف رخ کر کے فرمایا: اے فرزند رسول ﷺ کیا میں نے اپنا عہد پورا کر دیا؟ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! تم بہشت میں میرے آگے آگے ہو گے۔ اصحاب حسین نے اس موقع پر عرض کی: ”ہماری جانیں آپ پر قربان۔ ہمارا خون آپ کے خون کا محافظ۔ خدا کی قسم ہم میں سے ایک بھی زندہ ہے اس وقت تک آپ اور آپ کے حرم کو کوئی گزند نہیں پہنچ سکتی۔“

مقتل عوالم اور مقتل خوارزمی کے مطابق جب بھی کوئی صحابی میدان کی طرف جاتے تو آپ سے یہ کہہ کر وداع ہوتے: ”السلام عليك...“ اور امام جواب میں فرماتے وعليک السلام... (اور تم پر بھی ہمارا سلام ہو اور ہم بھی تمہارے پیچھے پیچھے ہی آرہے ہیں) اور پھر اس آیت کی تلاوت فرماتے: ”فِمَنْ هُمْ مَنْ قَضَى تَحْبُبُهُ وَمَنْ هُمْ مَنْ يَتَنَظِّرُهُ مَا بَدَلُوا تَبَدِّيلًا۔ ان میں سے بعض نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے اور بعض اپنے وقت کا انتظار کر رہے ہیں اور اپنے عہد و پیمان میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے۔“ (14)

جب حضرت مسلم بن عوجہ اپنے ہی خون میں نہا کر زمین پر گرے تو ان میں زندگی کے کچھ آثار باقی تھے کہ امام حسین علیہ السلام آپ کے سرہانے تشریف لائے اور ان کے پاس بیٹھ کر فرمایا: --- ”الله تم پر رحمت نازل کرے۔ اے مسلم!“ پھر قرآن مجید کی یہی آیت یعنی سورۃ الحزاد کی آیت نمبر ۲۳ کی تلاوت کی۔ اس موقع پر حضرت جبیب ابن مظاہر نے مسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”اے مسلم! تمہارا امارا جانا میرے لئے کگراں ہے لیکن تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم چند ہی لمحوں میں جنت میں ہو گے۔“ جبیب نے مزید فرمایا: ”اگر مجھے یہ یقین نہ ہوتا کہ آپ کے کچھ دیر بعد میں بھی قتل ہو جاؤں گا تو آپ سے کہتا کہ اگر کوئی وصیت ہے تو مجھے بتائیے۔“ تلوہوف میں منقول ہے کہ:

”فَقَالَ لَهُ مُسْلِمٌ فَلَمْ أُوصِيْكَ بِهِذَا وَأَشَارَ إِلَى الْحَسِينِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَاتَلَ دُونَهُ حَتَّى تَبَوَّتْ۔“

مسلم نے امام حسین علیہ السلام نے طرف اشارہ کر کے انہائی خیف آواز میں کہا: ”میری وصیت یہ ہے کہ ان سے پہلے جان دینا۔“ (15)

حبیب ابن مظاہر نے فرمایا: ”میں آپ کی وصیت پر عمل کروں گا۔“ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ مسلم بن عوسمہ کی روح پر واز کر گئی اور وہ دوسرے شہدائے کربلا سے جا ملے۔ مسلم بن عوسمہ کا حضرت امام حسین علیہ السلام کے متعلق حبیب سے یہ کہنا کہ ان سے پہلے اپنی جان دینا ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے یہ فرض سمجھتے تھے کہ وہ اور اصحاب حسین حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کی آل سے پہلے ان پر فدا ہو جائیں۔ اسی طرح جب حضرت حبیب ابن مظاہر نے جام شہادت نوش کیا تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کے بے سر اور زخموں سے چور چور بدن کے قریب کھڑے ہو کر فرمایا: ”میری اور میرے اصحاب کی قربانی اللہ کی رضا کے لئے ہے۔“

حضرت امام حسین علیہ السلام کے جال ثار اصحاب میں حضرت ابوثما تکہ صائدی بھی شامل ہیں۔ جب انہوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نماز ظہر ادا کی تو دوسرے اصحاب سے پہلے امام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا:

”اے ابا عبد اللہ علیہ السلام! میری جان آپ پر فدا ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ شہید ہونے والے اپنے ساتھیوں سے جاملوں۔ میرے لئے انہائی ناگوار ہے کہ میں زندہ رہوں اور آپ کو آپ کے اہل و عیال کے درمیان تن تھا قتل ہوتا دیکھوں۔“

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا: ”بڑھو، آگے بڑھو۔ جلد ہم بھی تم سے آمیں گے۔“ امام کی اجازت ملتے ہی ابوثما نے دشمن پر حملہ کیا اور شدید جنگ کی۔ پھر شہید ہو گئے۔ ابوثما تکہ نے یہ فرض سمجھا کہ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنی آنکھوں کے سامنے قتل ہوتا نہ دیکھ سکیں۔ لہذا انہوں نے اس بات کو ترجیح دی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے پہلے وہ شہید ہو جائیں۔ عمر ابن قرۃۃ کبھی نے بھی وہی جواب دیا جو سعید کو دیا تھا۔ پھر مزید فرمایا: ”رسول اکرم اللہ علیہ السلام کو میر اسلام پہنچانا اور انہیں بتانا کہ میں بھی تمہارے بعد آرہا ہوں۔“

حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایک صحابی ابو شعاء کا شمار کوفہ کے معروف تیر اندازوں میں ہوتا تھا۔ وہ عمر ابن سعد کے لشکر میں شامل تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی روز عاشور تقریب کے بعد جب انہوں نے دیکھا کہ امام کی کسی تجویز یا مثبت جواب نہیں دیا جا رہا تو آپ لشکر حسینی میں شامل ہو گئے، وہ جانب خر سے پہلے لشکر حسینی میں شامل ہوئے تھے۔ پہلے وہ سوار ہو کر میدان جنگ میں گئے اور جب ان کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ دیئے گئے تو خیموں میں کی جانب واپس آئے اور خیموں کے سامنے گھٹشوں کے بل زمین پر بیٹھ کر سوتیر، جوان کے ترکش میں موجود تھے، سب کے سب لشکریزیدی کی جانب مارے، اس موقع پر حضرت امام حسین علیہ السلام نے انہیں دعا دیتے ہوئے فرمایا: ”اے اللہ! ان کے تیروں کو نشانے پر لگا اور ثواب میں جنت عنایت فرم۔“ تیر ختم ہونے کے بعد ابو شعاء اٹھے اور کہا: میرے تمام تیروں میں سے صرف پانچ تیر خطا گئے اور باقی سب ٹھیک ٹھیک دشمنوں پر دشمن کو گے۔ اس کے بعد انہوں نے تلوار لے کر بیزیدی لشکر پر حملہ کیا اور شہادت کے درجے پر فائز ہو گئے۔

حُرُّ بْنُ بَيْزَدِ رِيَاحِيَ پہلے لشکریزیدی میں شامل تھے، پھر وہ لشکر حسینی میں شامل ہو گئے۔ آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے کہا کہ: میں نے یہ سوچا بھی نہ تھا کہ یہ لوگ معاملے کو اس حد تک لے جائیں گے اور سچ مج آپ سے جنگ کرنے لگیں گے، ورنہ ہر گزار کا ساتھ نہ دیتا۔ میں نے آپ کے خلاف جو جو کام کیے ہیں اور آپ کا راستہ روکا ہے اب ان سب خطاؤں سے توبہ کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور اس بات کا عزم کرتا ہوں کہ مرتبہ دم تک آپ کی مدد کروں گا اور آپ کے قدموں میں جاں نثار کر دوں گا۔ کیا آپ میری توبہ قبول فرمائیں گے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا: ”ہاں! اللہ تمہاری توبہ قبول کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔“ حضرت حُرُّ نے حضرت زہیر کے ساتھ مل کر دشمن پر حملہ کیا۔ ان میں سے جو کوئی دشمن کے محاصرے میں چلا جاتا تو دوسرا محاصرہ توڑ کر اسے دشمن کے حصار سے آزاد کر لیتا۔ یہاں تک کہ حُرُّ کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ انہوں نے گھوڑے سے اٹر کر پیدل ہی جنگ جاری رکھی۔ جب ان کے ہاتھوں دشمن کے چالیس سے زیادہ افراد قتل ہو چکے تو دشمن کے ایک پیدل گروہ نے ان پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں وہ زخمی ہو کر گرپڑے۔ اس موقع پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے چند ساتھیوں نے ان کے نیم جاں جسم کو قتل کاہ سے اٹھا کر اس خیمه کے پاس رکھ دیا جہاں شہداء کی لاشیں

رکھی تھیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام ان کے نیم جاں جسم کے قریب تشریف لائے جکہ ان میں زندگی کی کچھ رمنق باقی تھی اور آپ نے فرمایا:

”یہ (اہل کوفہ) ایسے ہی قاتلوں کی مانند ہیں جیسے انبیاء اور اولاد انبیاء کے قاتل ہوتے ہیں۔“ اس کے بعد آپؐ حُرکے سرہانے بیٹھ گئے اور ان کے چہرے پر خون اور مٹی کو صاف کرتے ہوئے فرمایا: ”أَنْتُ الْحَسِيْدُ كَمَا سَبَقْتُكَ أَمْثُلُكَ أَنْتُ الْحَسِيدُ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ۔“ تم آزاد مرد ہو، جیسا کہ تمہاری ماں نے تمہارا نام حُر (یعنی آزاد) رکھا تھا۔ تم اس دنیا اور آخرت دونوں میں آزاد ہو۔“ (16)

حضرت امام حسین علیہ السلام کا حضرت حُر کے متعلق یہ فرمانا کہ تم حُر ہو لیعنی ”تم آزاد ہو“۔ بڑا پور معنی اور بلیغ جملہ ہے۔ یعنی تم دراصل اب حُر بنے ہو۔ تم نے لشکر حسینی میں شامل ہو کر دراصل حُریت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اب تم لشکر حسینی میں ہونے کی وجہ سے حقیقی معنوں میں حُر (آزاد مرد) بن گئے ہو۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایک ساتھی زہیر ابن قین جب دشمن پر حملہ کر کے واپس تشریف لائے تو انہوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے جنگ میں جانے کی اجازت طلب کرتے ہوئے فرمایا: ”میری جان آپ پر فدا ہو، اے ہدایت یا فہ اور ہادی آج میں آپ کے جد پیغمبر ﷺ سے ملاقات کروں گا، حسن علیہ السلام، علی مرتضی علیہ السلام اور دوپروں والے مسلم جو ان مرد (جعفر طیار) سے ملوں گا۔ اسد اللہ، حمزہ سے بھی جو ہمیشہ زندہ رہنے والے شہید ہیں۔“

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا: ”تمہارے بعد میں بھی اس سے ملاقات کروں گا۔ جب وہ شدید زخمی ہو کر کربلا کی سر زمین پر گرے تو حضرت امام حسین علیہ السلام ان کے سرہانے تشریف لائے اور فرمایا: ”خدا تمہیں اپنی رحمت سے دور نہ رکھے، اے زہیر! اور تمہارے قاتلوں پر لعنت کرے۔ ایسی لعنت جو گرگشته قوموں بر کی گئی تو وہ بندرا اور سور کی شکل میں مسخ ہو گئے۔“

حضرت امام حسین علیہ السلام نے زہیر کے قاتلوں پر اللہ کی جو لعنت بھیجی وہ ان پر تاروز قیامت برستی رہے گی اور ان قاتلوں کی حمایت کرنے والے بھی اس لعنت میں ہمیشہ شامل رہیں گے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایک ساتھی حنظلہ شباعی بھی تھے، آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے اذن جہاد لینے کے لئے فرمایا: ”کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ میں اپنے پروردگار کی طرف جاؤں اور اپنے بھائیوں سے جا ملوں جو حنثت میں میرے منتظر ہیں۔“ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ”ہاں، جاؤ اس طرف جو دنیا

اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سے سب بہتر ہے، ایسی سلطنت جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔ ”خظہ نے دشمنوں پر حملہ کیا اور بے جگری سے لڑے یہاں تک کہ شہادت کے درجے پر فائز ہو گئے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے دو جال شار ساتھی سیف بن حارث اور مالک بن عبد جوائیک دوسرا کے چچا زاد بھائی تھے، اس وقت کربلا پہنچے جب ابھی کوفہ اور کربلا کے درمیان آمد و رفت پر پابندی نہیں لگی تھی۔ عاشورہ کے دن وہ دونوں دشمنوں کی کثرت اور امام حسین علیہ السلام کے اعوان و انصار کی قلت دیکھ کر رونے لگے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔ جب امام نے انہیں روتا دیکھا تو فرمایا: ”اے میرے بھائیوں کے بیٹوں! کیوں رورہے ہو؟ خدا کی قسم مجھے امید ہے کہ کچھ دیر کے بعد تمہاری آنکھوں میں ٹھنڈک پڑ جائے گی (جنت میں داخل ہو کر خوشی اور سرست ملے گی)۔“ ان دونوں جوانوں نے عرض کیا:

”اے فرزند رسول اللہ! ہماری جان آپ پر فدا ہو، خدا کی قسم! ہم اپنے لئے نہیں رورہے بلکہ آپ کے لئے رورہے ہیں کہ دشمن نے آپ کو گھیرا ہوا ہے اور ہم اپنی جان دینے کے سوا، آپ کے دفاع کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔“ جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کی یہ فدا کاری دیکھی تو ارشاد فرمایا: ”اللہ تمہارے اس احساس و ادراک اور میری اس مدد و نصرت کے صلے میں تمہیں متقی اور پرہیز گاروں کا ثواب عنایت فرمائے۔“ پھر ان دونوں نے ایک ساتھ جنگ شروع کی اور شہید ہو گئے۔ انہیں اس بات کا کوئی افسوس نہیں تھا کہ وہ مارے جائیں گے بلکہ اصل افسوس و ملال اس بات پر تھا کہ وہ اپنے مولا و آقا حضرت امام حسین علیہ السلام کے دفاع کے لئے سوائے جان دینے کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کے اس احساس کی بدولت انہیں دعا دی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے ایک جون بن حری تھے جو دراصل حضرت ابوذر غفاریؓ کے غلام تھے اور ان کے بعد اہل بیتؓ کے خدمت گزار بن گئے تھے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام کے زمانے میں ان کے ساتھ رہے اور پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ وہ مدینہ سے کہ اور کہ سے کربلا کے سارے راستے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ رہے۔

جب عاشورہ کے دن جنگ میں شدت آنے لگی تو حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اذن جہاد طلب کیا۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ”اے جون! میری طرف سے تمہیں اجازت ہے (کہ یہاں سے چلنے جاؤ اور اپنی جان کی حفاظت کرو) کیونکہ تم سکون اور عافیت کی زندگی بسر کرنے کے لئے

ہمارے ہمراہ آئے تھے، اب ہماری وجہ سے اپنے آپ کو خطرے میں بٹلانہ کرو۔ ”جون نے اپنے آپ کو امام کے قدموں میں گرا دیا اور ان کے قدم چوتے ہوئے عرض کیا: ”اے فرزند رسول اللہ! کیا یہ ممکن ہے کہ راحت اور آرائش کے ایام میں تو میں آپ کے ساتھ رہوں اور اور بُرے دنوں میں اور مشکلات اور دشمنوں کے درمیان آپ کو تہاچھوڑ کر چلا جاؤں؟ ہاں! میرے بدن سے بدبو آتی ہے، میرا حسب پست ہے اور میرا رنگ سیاہ ہے۔ اب مجھ پر احسان کیجئے تاکہ میرے بدن سے خوشبو آئے، میرا رنگ سفید ہو جائے اور میں عزت و شرافت حاصل کر سکوں۔ خدا کی قسم! میں ہر گز آپ سے جданہ ہوں گا، یہاں تک کہ میرا یہ سیاہ خون آپ کے خون سے مل جائے۔“

حسین ابن علی علیہ السلام نے یہ جذبہ و فاداری دیکھ کر انہیں جنگ کی اجازت دے دی۔ جب وہ زخم کھا کر زمین کر بلای پر گرے تو امام خود ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے قریب بیٹھ کر ان الفاظ میں انہیں دعا دی:

”اللهم بيض وجهه و طيب ريحه و احشىء مع الأبرار و عرف بيته و بين محمد و آل محمد۔“

”اے اللہ! اس کے چہرے کو منور کر دے، اس کے بدن کو معطر کر دے، اسے اپنے نیک بندوں کے ساتھ محشور فرم اور محمد و آل محمد اور اس کے درمیان زیادہ سے زیادہ آشنائی اور واقفیت فراز دے۔“ (17)

جون جانتے تھے کہ ان کا حسب پست ہے، ان کا رنگ سیاہ ہے اور ان کے بدن سے بدبو آتی ہے لیکن نصرت حسین علیہ السلام میں اپنی جان فدا کرنے کے لئے تیار تھے۔ اسی لئے حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی ان کی شہادت کے وقت ان کے لئے ایسی ہی دعا کی کہ جس کے وہ صحیح معنوں میں مستحق تھے۔ شیخ مفید اپنی کتاب الارشاد میں نقل کرتے ہیں کہ جب اصحاب حسینی یکے بعد دیگرے حضرت امام حسین علیہ السلام سے اجازت لے کر اور داد شجاعت دے کر شہید ہو چکے اور آپ کے خاص اہلبیت کے علاوہ کوئی آپ کا دفاع کرنے والا نہ رہا تو اہلبیت کی باری آئی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کو جو اصحاب میر آئے انہوں نے اپنی جان کی پرواہ نہ کی اور امام حسین علیہ السلام پر اپنی جان قربان کر دی۔ انہوں نے جس عزم کا انہمار کیا کہ وہ حسین ابن علی علیہ السلام کو چھوڑ کر ہر گز نہیں جائیں گے، اپنے وعدے کو احسن طریقے سے نبھایا اور حق و فاداری او کرتے ہوئے شہید ہو کر دین حق کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید کر گئے۔